جنات

Genies

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو حضرت آدمؑ سے کئی ہزار سال قبل پیدا کیا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ راوی ہیں۔

جنات زمین پر رہتے تھے اور فرشتے آسمان پر اور زمین و آسمان ان ہی سے آباد تھے اور ہر آسمان کے الگ الگ فرشتے ہیں آسمان والوں کی الگ الگ تسبیح ہے اور اوپر والے آسمان کے فرشتے نیچے والے آسمان والوں کی نسبت زیادہ تسبیح کرتے ہیں۔

ابوالجن طارہ نوس: جس طرح آج انسان اپنی نسل کا شجرہ حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام سے ملاتے ہیں بالکل یہی کیفیت قوم اجنۃ کی ہے۔ ان کا سلسلہ توالد و تناسل ابوالجن طارہ نوس سے ملتا ہے اور جس طرح عورت و مرد انسانوں میں پیدا ہوتے ہیں اسی طرح قوم اجنۃ میں بھی پیدا ہوتے ہیں۔

جنات کی دنیا

حضرت ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے جنات کی طرف اپنے رسول مبعوث کئے پیغمبروں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیا اور شرک سے باز رہنے کی تعلیم دی اور آپس میں خون ریزی سے منع کیا۔ جنات نے خدا کی نافرمانی کی اور اس کے ساتھ شریک ٹھرایا اور خون ریزی شروع کر دی تو عذاب الٰہی نے انہیں ہلاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کی پیدائش کا تذکرہ کیا تو فرشتوں نے آدم کو جنات پر قیاس کرتے ہوئے کہا کہ یہ بھی خون ریزی کریگا۔ (حوالہ: جنات کے حالات و احکام)

حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ نے ایک شخص کو دیکھا جو صرف دو بالشت کا تھا آپ نے اس سے پوچھا تو کون ہے ؟ اس نے جواب دیا میں اِزب ہوں، پوچھا اِزب کون ؟ کہا جن ہوں، آپ نے اس کے سر پر ڈنڈا مارا اور وہ بھاگ گیا۔

مشرک جنات:

بعض لوگوں نے مختلف صورتوں میں جنات دیکھنے کے واقعات بیان کئے ہیں۔ تبدیلی صورت کی نوعیت چاہے جو بھی ہو مگر یہ ثابت ہے کہ ملائکہ اور جنات اپنی صورتیں تبدیل کر سکتے ہیں۔ حضرت بلالؓ ابنِ حارث فرماتے ہیں کہ: ہم حضور ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا..... حضور ﷺ وہاں سے کچھ دور تشریف لے گئے میں نے شور سنا مجھے لگا کہ لوگ جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے حضور ﷺ سے پوچھا یہ کیسا شور ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا مسلم و مشرک جنات مکانات کے بارے میں جھگڑا کر رہے تھے میں نے مسلم جنات کو بستیوں میں اور پہاڑ کی چوٹیوں میں رہنے کیلئے کہہ دیا اور مشرک جنات کو وادیوں اور جزیروں میں رہنے کا حکم دیا ہے۔

جنات کی غذا:

حضور ﷺ سے لوگوں نے جنات کی غذا کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنات گوشت کی بجائے ہڈی بڑے شوق سے کھاتے ہیں ان کی ہڈی گوشت کے قائم مقام ہے اور جانوروں کا فضلہ لید اور مینگنی وغیرہ جنات کے جانوروں کا چارہ ہے ان کیلئے فضلہ گھاس بن جاتی ہے۔

ایک مرتبہ جنات کا قاصد آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ نے انکو قرآن سنایا۔ پھر انہوں نے کھانے کے بارے میں پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا ہر ہڈی تمھارے لئے پُر گوشت کر دی جائیگی۔

مسلمان جنات:

جنات نے حضور ﷺ کی زبانی قرآن سنا اور ایمان لے آئے اور کفر اور شرک سے توبہ کی۔ جنات احکامِ شرعیہ کے مکلّف ہیں بہت سی آیات میں ان کے مکلّف

ہونے کا ذکر ہے۔

''اور جب کہ ہم جنات کی ایک جماعت کو آپ ﷺ کی طرف لے آئے جو قرآن سننے لگے تھے غرض کہ جب وہ لوگ ان کے پاس آپہنچے تو کہنے لگے کہ خوش رہو پھر جب قرآن پڑھا جا چکا تو وہ لوگ اپنی قوم کے پاس خبر پہنچانے گئے اور کہا! اے بھائیو ہم ایک کتاب سن کر آئے ہیں جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے جو پہلے نازل ہونے والی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے حق اور راہِ راست کی طرف راہ نمائی کرتی ہے۔ اے بھائیو! اللہ کی طرف بلانے والے کا کہا مانو اور اس پر ایمان لے آؤ۔ اللہ تعالیٰ تمھارے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو دردناک عذاب سے محفوظ رکھے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کا کہنا نہ مانے گا وہ زمین پر خوش اور مطمئن نہیں رہ سکتا اور خدا کے سوا کوئی اس کا حامی نہیں ہوگا ایسے لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔'' (سورۃ احقاف آیت نمبر ۲۹ تا ۳۲)

جب یہ واقعہ پیش آیا تو منجانب اللہ آپ کو حکم ملا کہ اسے لوگوں کو سنا دیں آپ ﷺ نے کھجوروں کے باغ کے پاس قیام فرمایا۔ تہجد کی نفلوں میں قرآن پاک تلاوت کر رہے تھے کہ جنات نے قرآن حکیم سنا اور آپ ﷺ پر ایمان لے آئے۔

درخت کی گواہی :

مکہ میں ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص جنات سے ملاقات کرنا چاہتا ہے وہ آج رات میرے پاس آجائے۔ ابن مسعودؓ کے سوا اور کوئی نہیں آیا آنحضرت ﷺ انہیں لے کر مکہ کی اونچی پہاڑی پر پہنچے آپ ﷺ نے حصار کھینچ کر فرمایا کہ تم حصار سے باہر نہ آنا۔ حضور ﷺ نے ایک جگہ کھڑے ہو کر قران پڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد ایک جماعت نے آپ کو اس طرح گھیر لیا کہ آپ ﷺ ان کے بیچ میں چھپ گئے۔ جنات کے گروہ نے کہا کہ تمہارے پیغمبر ہونے کی کون گواہی دیتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ درخت گواہی دیگا۔ آپ ﷺ نے اس درخت سے پوچھا میں کون ہوں۔ درخت نے گواہی دی کہ آپ ﷺ پیغمبر ہیں۔ اللہ کے فرستادہ بندے اور آخری نبی ہیں یہ دیکھ کر سارے جنات ایمان لے آئے۔

مفرد لہریں۔ مرکب لہریں :

ہر جسمانی وجود کے اوپر ایک اور جسم ہے۔ اس جسم کو صوفیاء ہیولیٰ (Aura) کہتے ہیں۔ روحانی آنکھ اس جسم کے طول و عرض اور جسم میں تمام خدوخال ہاتھ، پیر، آنکھ، ناک، دماغ کا بھی مشاہدہ کرتی ہے۔ نہ صرف مشاہدہ کرتی ہے بلکہ ان کے اندر روشنیوں کے ٹھوس پن کو بھی محسوس کرتی ہے۔

تخلیق کا قانون ہمیں بتاتا ہے کہ پہلے روشنیوں سے بنا ہوا جسم تخلیق ہوتا ہے۔ پھر مادی وجود کی تخلیق عمل میں آتی ہے۔ لیکن دونوں میں ٹھوس پن موجود ہے۔ مفرد لہر ایسی حرکات کا مجموعہ ہے جو ایک سمت سے دوسری سمت میں جاری و ساری ہے۔ ایک سمت سے دوسری سمت مفرد لہریں ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں اور اس کے اوپر نقش و نگار بن جائیں تو اس کا نام جن اور جنات کی دنیا ہے۔ لیکن اگر مرکب لہریں ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں اس طرح کہ پیوست بھی رہیں اور فاصلہ بھی ختم نہ ہو اور اس بساط پر نقش و نگار بن جائیں تو اس کا نام انسان اور انسان کی دنیا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ مفرد لہروں کے اوپر نقش و نگار یعنی آنکھ، ناک، کان، ہاتھ، پیر وغیرہ جنات کی دنیا ہے اور مرکب لہروں پر نقش و نگار یعنی ہاتھ، پیر اور دوسرے اعضاء اگر نقش ہیں تو انسانوں کی دنیا ہے۔

شاگرد جنات :

دنیا میں جس طرح انسان کے علاوہ اور بے شمار مخلوقات ہیں اسی طرح جنات کی دنیا میں بھی زمین، آسمان، چاند سورج، ستارے اور تمام مخلوقات موجود ہیں۔ فرق یہ ہے کہ انسان مرکب لہروں کی تخلیق ہے۔ جبکہ جنات مفرد لہروں سے بنے ہوئے ہیں۔ جس طرح مرکب لہروں کی تخلیق میں پانچ حسیں (حواسِ خمسہ : دیکھنا، سننا، سونگھنا، محسوس کرنا، چکھنا۔ Fivesenses) کام کرتی ہیں اسی مفرد لہروں کی مخلوق میں بھی پانچ حسیں کام کرتی ہیں۔ جنات بولتے بھی ہیں، سنتے بھی ہیں، جنات کی دنیا میں کھیتی باڑی بھی ہوتی ہے۔ اور جنات کی دنیا میں سائنسی ایجادات بھی ہوتی رہتی ہیں۔ جنات کی دنیا میں اسکول، کالج اور یونیورسٹیاں بھی موجود ہیں۔

دس لاکھ چھپن ہزار فٹ :

جنات کی دنیا ہماری زمین کے گلوب کی حدود میں ہے اور زمین سے تقریباً دس لاکھ چھپن ہزار فٹ اوپر خلاء میں ہیں اس کی مثال یہ ہے کہ بہت بڑی زمین کے رقبے پر سو منزلہ عمارت پر چھت ڈال دی جائے اور چھت اس طرح بنائی جائے کہ اس کے اوپر کھیتی باڑی کی جائے۔ کوئی مکان تعمیر کر دیا جائے، پھول پھلواری لگا دی جائے اور وہاں مخلوق بھی آباد ہو۔ چھت پر موجود مخلوق کو نہ تو زمین سے انسان دیکھ سکے اور نہ ہی چھت پر سے جنات انسان کو دیکھ سکیں۔

جنات کی عمریں :

انسانی دنیا میں ماں کے بطن سے بچہ نو ماہ میں پیدا ہوتا ہے اور جنات کی دنیا میں ماں کے بطن سے انسانی اعداد و شمار کے مطابق نو سال میں پیدا ہوتا ہے۔ اس ہی اندازہ کے مطابق جنات کی عمریں ہوتی ہیں۔ (ابتداء میں ہزاروں سال اور اب کم ہو کر سیکڑوں سال تک یا پھر زیادہ سے زیادہ ایک ہزار سال سے کچھ زیادہ)
جنات اور انسان دونوں ہی مکلّف مخلوق ہیں۔ دونوں دنیاوی علوم کی طرح روحانی علوم سیکھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دو مکلّف مخلوق کا تذکرہ کیا ہے۔

"اے گروہِ جن و انسان! تم زمین اور آسمان کے کناروں سے نکل کر دکھاؤ تم نہیں نکل سکتے مگر سلطان سے۔" (سورۃ الرحمٰن آیت نمبر ۳۳)

سلطان کا مطلب روحانی صلاحیتیں ہیں۔ اگر کوئی انسان یا جن روحانی صلاحیت کو بیدار اور متحرک کر لے تو آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل کر غیب کی دنیا کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔

سلطان :

جتنے بھی انبیاء تشریف لائے ان سب کی تعلیمات کا حاصل یہ ہے کہ انسان مادی وجود میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کرے اور اللہ کا عرفان حاصل کرنے کیلئے غیب کی دنیا میں داخل ہونا ضروری ہے جو سلطان (روح) کے ذریعہ ممکن ہے۔
یہ اس لئے ممکن ہے کہ روح ازل میں اللہ کی آواز سن چکی ہے۔ اللہ کو دیکھ چکی ہے اور پورے ہوش و حواس کے ساتھ اللہ کو دیکھ کر الٰہ کی ربوبیت کا اقرار کر چکی ہے۔

جن مسلمانوں کی تعداد :

جنات کی دنیا میں اربوں کی تعداد مسلمان جنات ہیں۔ جس طرح مسلمان نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرتا ہے اسی طرح جنات کی دنیا میں بھی مسلمان جنات خواتین و حضرات نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے فرائض پورے کرتے ہیں۔
کوئی شخص یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ جنات نظر کیوں نہیں آتے تو ہم یہ سوال کرنے کی جرات کرتے ہیں کہ انسان کو وائرس کیوں نظر نہیں آتا؟ بیکٹیریا کیوں نظر نہیں آتا؟ لیکن اگر کوئی Sensitive Device بنالی جائے تو اس سے بیکٹیریا یا وائرس کا ادراک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر انسان مفرد لہروں کا علم حاصل کرلے تو وہ جنات کو اور جنات کی دنیا کو دیکھ سکتا ہے۔ (انسان کی مادی آنکھ سے دیکھنے کی محدود Visibility Spectrum فریکوئنسی 380 mu - 780 mu کی لہریں اور اس سے متعلق دنیائیں ہیں جبکہ جنات اور جنات کی دنیا کی فریکوئنسی مختلف ہے)۔
قرآن حکیم میں ارشاد ہے: "کافر اور مشرک جنات جہنم کا ایندھن ہیں۔" (سورۃ الجن آیت نمبر ۱۵)

"متقی لوگوں کیلئے جنت قریب کر دی گئی ہے۔" (سورۃ الجن آیت نمبر ۱۴)

رسول اکرم ﷺ نے سورہ الرحمٰن صحابہؓ کے سامنے تلاوت فرمائی صحابہؓ خاموش رہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سے اچھا جواب جنات نے دیا تھا جب یہ آیتیں تلاوت کی تھیں۔ "اے گروہِ جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو گے۔" (سورۃ الرحمٰن آیت نمبر ۱۶)
تو کہتے تھے کہ: "اے رب تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں ہم تیری کسی نعمت کی ناشکری نہیں کرتے۔"
حوروں کے بارے میں قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے: "اور ان لوگوں سے پہلے ان پر نہ تو کسی آدمی نے تصرف کیا ہو گا اور نہ کسی جن نے۔" (سورۃ الرحمٰن آیت نمبر

مخلوقات کے چار گروہ :

ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ مخلوق چار ہیں ایک مخلوق پوری جنتی ہے۔ اور ایک مخلوق پوری جہنمی ہے اور دو مخلوق جنتی و جہنمی ہیں۔ پوری جنتی مخلوق ملائکہ ہیں اور پوری جہنمی مخلوق شیاطین ہیں اور جنتی و جہنمی مخلوق جن و انس ہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت عمرؓ کے شہید ہونے سے تین دن قبل جنات نے رو رو کر یہ اشعار کہے تھے : ''اللہ تعالیٰ کرم امام عادل کو برکت دے اور بھلائی کا بدلہ دے آپ نے کچھ امور طے کئے تھے جن کی کلیاں ابھی کھل نہیں پائی تھیں کہ ان کے ایک خبیث اور بد صورت آدمی کے ہاتھوں سے قتل ہونے کا اندیشہ ثمین ہے اندیشہ یہ ہے کہ اب دنیا کے اندر تاریکی چھا جائے گی آپ اپنے رب سے جنت میں جا ملے اور آپ کو ایسا لباس پہنا دیا گیا جو کبھی بوسیدہ نہ ہوگا۔'' (کتاب جنات کے حالات و احکام مؤلف : الحدث عتوقی)

حضرت سلیمانؑ کا لشکر :

حضرت سلیمانؑ کے لشکر میں جنات، انسان، چرند، پرند سب کے الگ الگ دستے تھے۔ ہر جاندار شئے شجر و حجر آپؑ کے تابع تھے، سمندروں کی تہہ سے موتی اور مونگا جنات نکالتے تھے، عظیم الشان عمارتیں بنانے پر جنات کی ڈیوٹی لگی ہوئی تھی۔ جنات تانبے کے بے مثال ظروف بناتے تھے حضرت سلیمانؑ کو یہ اختیار حاصل تھا کہ ان سے جس طرح چاہے کام لیتے۔

(ماخوذ کتاب : احسان و تصوف (بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی سلیبس، ملتان) تصنیف : خواجہ شمس الدین عظیمیؒ)

جنات کی تاریخ

قومِ جن کی تاریخ ابلیس سے پہلے چار ادوار میں گزری :

پہلا دور : ابوالجن کی پیدائش عمل میں آئی ان کا نام "**طارہ نوس (جان)**" تھا کہیں کہیں سوما کے نام سے بھی موسوم کیے گئے۔ اپنی پیدائش کے کافی عرصہ تک تنہا گزارے کہ یکایک غیر محسوس طور پر انہیں قوم جنہ میں سے ایک عورت نظر آئی۔ اول تو انہیں تعجب ہوا لیکن بعد میں وہ اس عورت سے مانوس ہو گئے رفتہ رفتہ اس یک جانی نے انکو شوہر و بیوی کے رشتہ میں منسلک کر دیا۔ اس زمانہ میں موت کا دستور نہ تھا۔ یعنی کوئی مخلوق بلا وجہ نہ مرتی نتیجتاً طارہ نوس کی اولاد روئے زمین پر پھیل گئی شماریات کی جاتی تو آج کی دنیا سے کئی ہزار گنا زیادہ ہوتی۔ پھر پروردگار نے ایک شریعت نازل فرمائی جسے ابوالجن اور ان کی اولاد نے اپنے لئے قابلِ عمل ٹھہرایا۔ اس آسمانی شریعت پر عمل ہوئے طارہ نوس اور انکی اولاد نے آج کل کی شماریات کے حساب سے تقریباً چھتیس ہزار سال گزار دیئے۔ چونکہ جنات کی سرشت میں ناریت تھی اور ناریت (جس طرح آدم کی اولاد میں عنصریت یا مادیت) کا غلبہ ہوا یہاں تک کہ ہر طرف سیاہ کاریاں غالب آ گئیں۔ حالات نے پلٹا کھایا اور وہی ہوا جس کا خطرہ تھا قہرِ خداوندی نازل ہوا اور تمام سیاہ کاروں کو ہمیشہ کی نیند سلا دیا گیا۔ یہاں تک کہ خود طارہ نوس اس قہر سے نہ بچ سکے۔

دوسرا دور :

بچے کچھے چند نیک ہستیاں سر بسجود رہے۔ پروردگارِ عالم نے ان کیلئے کسی رہبر کی ضرورت محسوس کی آخر کار اسی قوم سے ایک فرد کا انتخاب ہوا ان کا نام "**ہزلیت ہائنس چلپانیس**" تھا۔ سابقہ شریعت میں ترمیم و تنسیخ کے ساتھ ان کے حوالے کر دی گئی۔ چلپانیس عبادت گزار تھے اب انکی عبادات اور زہد اور بڑھ گیا۔ لیکن تب تک جب تک اپنی ناریت سے مقابلہ کرنے کی سکت تھی۔ کافی عرصہ ان کا زمانہ شریعتِ آسمانی کے سائے میں چلا اس کے بعد عبادات و ریاضات نے کنارہ کشی شروع کر دی یہاں تک کہ ان کو خود یہ یاد نہیں تھا کہ وہ پیغمبر ہیں یا قومی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں دی گئی ہے۔ خداوند کی ستاری کی شان آگے بڑھی اور خداوند نے مخاطب کر کے کہا :

"چلپانیس! تم دامنِ شریعت کو تار تار کر چکے ہو تو پھر سے تمہیں ویسا ہی کر دیں۔ تم راستہ بھول گئے ہو تو پھر تمہیں راہ پر لگا دیں۔"

چلپانیس پھر جھک گئے قدرت نے انہیں پھر ویسا ہی کر دیا ساری قوم پھر سے اعتدال پر آ گئی لیکن ناری فطرت اپنا کام کرتی رہی۔ قدرت نے بارہا فرمائش کی، متعدد بار ہدائتیں کیں مگر نار بہر حال نار تھی۔ ابھی چلپانیس کی حکومت اور پیغمبری کو پورے چھتیس ہزار سال بھی میسر نہ آئے تھے کہ وہ انجام کو پہنچا دیئے گئے۔ اب دنیا میں پھر سے چند باقی ماندہ عبادت گزار رہ گئے۔

تیسرا دور :

ان بزرگ کا نام "**بلیقا**" تھا ان کی اولاد بہت ہی بد افعال تھی۔ جبکہ بلیقا بہت زیادہ عبادت گزار تھے۔ ان کا خیال تھا کہ پروردگار ان کی عبادات سے خوش ہو کر ان کے اور انکی اولاد کے گناہ معاف کر دے۔ انکی اولاد اتنی زیادہ تھی کہ خود انہیں بھی یاد نہ تھا۔ ایکبارگی تمام اولاد کو جمع کر کے شمار کرنے کی کوشش کی لیکن معلوم ہوا کہ انکے کئی بیٹے اب بھی شمار میں نہ آ سکے۔ بچوں سے سامنا ہوتا تو یاد آ جاتا کہ انہی کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کی عمر دو ہزار سال سے کچھ زیادہ تھی اس وقت قدرت کی انتخابی نگاہیں بلیقا پر پڑیں۔ پیغمبری اور بادشاہت سے نوازے جانے کے بعد انکی ریاضت میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا۔ بلیقا نے ایمانداری اور جانفشانی سے اپنے عہدہ کے فرائض انجام دیئے اور عابدانہ زندگی کا نمونہ پیش کیا۔

ہر طرف ذرہ ذرہ پر بلیقا کی حکومت تھی ہر طرف شریعتِ آسمانی کا ڈنکا بج رہا تھا۔ یہ کیفیت تقریباً چھتیس ہزار سال تک رہی۔ لیکن وائے بد نصیبی کہ ناری ذہنیت پھر بیدار ہو گئی اور حالات دیکھکر بھڑک اُٹھی۔ رفتہ رفتہ گناہوں کے دیوتا نظر آنے لگے اور وہ گناہ گاریاں تراشی گئیں کہ زمین و آسمان لرز گئے۔

انجامِ کار سرکشانِ شریعت کو اتمامِ حجت کے بعد فنا کی گود میں پہنچا دیا گیا۔

چوتھا دور :

باقی ماندہ میں پھر رہبر کی ضرورت قدرت کو متوجہ کیا اور "**ہاموس جنّی** " کے نام پر وانہ پیغمبری جاری ہوا۔ یہ بزرگ اپنی قوم میں مقابلتاً نیک طنیت اور ممتاز تھے۔ انہیں پیغمبری کیساتھ ساتھ قدرت کی طرف سے نوٹس بھی ملا کہ اگر تم نے پچھلے جیسوں کی طرح بغاوت کی اور شریعتِ آسمانی کی توہین کی مرتکب ہوئے تو تمہیں اور قوم کو ان سب سے زیادہ سخت سزا دی جائیگی ایسی سزا کہ اگر آج تم معلوم کرلو تو خوف ودہشت کے مارے تمہارے کلیجے کے ٹکڑے اُڑ جائیں۔ ہاموس نے خلوصِ قلب سے وعدہ کیا کہ میں شریعت کی پوری طرح حفاظت کروں گا اور کوشش کروں گا کہ میں اور میری قوم پوری طرح قواعدِ آسمانی کے پابند ہو کر رہیں۔

وعدہ کرنے والے ناری تھے رفتہ رفتہ ناریت رنگ جمانے لگی اور اپنے اسلاف کی طرح پورے چھتیس ہزار سال گزرنے کے بعد آخر کار اسی مرکز پر آ گئی جہاں سے عالمِ فنا اور تباہی کا راستہ بالکل قریب تر ہو جاتا ہے۔ سیاہ کاریاں اتنی بڑھ گئیں کہ ہاموس بھی ایک دن اس میں سر بسجود نظر آئے۔

اِس چوتھے دور میں تو ذرہ ذرہ انجام سے بے خبر ہو کر شریعت کی دھجیاں اُڑا رہا تھا۔ وعدہ کرنے والوں کا وعدہ ٹوٹا اور باری تعالی نے فرشتوں کی ایک فوج کو حکم دیا کہ وہ زمین پر جائے اور ہاموس کی قوم کو انتہائی سختیوں کیساتھ تباہ کردے اور ایسا قتلِ عام ہو کہ شریعت سے غداری کرنے والوں کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے واسطے ایک مثال بن جائے۔

ملائکہ کی فوج مقابلہ کیلئے زمین پر آئی اور ادائے فرض میں مصروف ہوگئی قومِ جنات نے بھی بڑی بہادری سے انکا مقابلہ کیا لیکن فرشتے بہر حال فرشتے تھے آخر کار غالب آ گئے قتلِ عام سے جو چند افراد بچ سکے وہ ادھر ادھر جزیروں میں بھاگ گئے۔ اور بے شمار چھوٹی عمر کے بچے فرشتوں کی حراست میں آ گئے ان ہی کم سن قیدیوں میں اپنی کم عمری کے باعث **عزازیل** (ابلیس یا شیطان) بھی تھا۔

عزازیل (المعروف شیطان) کے دور کا آغاز

حسب نسب :   عزازیل جنات کی دنیا کا قومی نام والدین کی طرف سے، ابلیس نام، خدا کی طرف سے نافرمانی کے بعد، اور شیطان کرداری نام۔
چوتھے بادشاہ ہاموس کا پوتا تھا۔ چوتھے دور کے زوال کے وقت عمر دو سو بیاسی سال، شادی شدہ، ایک لڑکا جس کا نام مرّہ تھا۔
والد کا نام **چلیپا**، رکنیت ابو الغوی، قومی خطاب شاشین، چہرہ جیسے آجکل شیر کا ہوتا ہے قد آور بھاری وزن آج کی دنیا کے مطابق ۱۴ من اور ۳۵ سیر تھا۔ والدہ کا نام **تبلیث**، طاقتور، دلیر، چہرہ تشبیلاً آج کل بھیڑیئے کی مادہ کی مانند، اپنے زمانے کی حسین و جمیل لیکن نہایت جنگجو اور دلیر کہ جنگ میں کئیوں کا منہ پھیر دے۔
ابتدائی تعلیم والد کے دوست "**ثروق**" سے حاصل کی۔ تیز ذہن کی وجہ سے جلد تعلیمی میدان میں قابل ہوا، خوبصورتی اور قابلیت کی وجہ سے اپنے قبیلے میں مغرور اور خود بین مشہور ہوا۔ دادا ہاموس کے دور کی تباہی میں تمام اہلِ خانہ اور والدین ہلاک ہوئے اور فرشتے اس کی خوبصورتی، معصومیت اور عبادت کی حالت میں پائے جانے کے باعث رحم کھا گئے اور خداوند سے التجا کر کے اسے پہلے آسمان پر لے گئے۔ اور رفتہ رفتہ پہلے آسمان کی تعلیم و تسبیحات سیکھ کر مہارت حاصل کی اور پھر دوسرے آسمان پر ترقی یوں رفتہ رفتہ تیسرے چوتھے یوں ساتویں اور تمام جنتیں حتا کہ اعلیٰ فرشتوں میں مقام پایا۔ پھر خداوند کے حکم سے اپنی نوع کی اصلاح کیلئے زمین پر بھیجا گیا اور خوش اصلوبی سے کام کیا، اس دور میں اس کے دسترس میں زمین سے لیکر آسمانوں اور جنتوں تک اس کو رسائی اور بادشاہی اور اختیارات تھے یہاں تک کہ فرشتے اس کے اختیارات میں تھے۔
آدم کے پتلے کی پیدائش پر دل میں حسد شروع اور رفتہ رفتہ بڑھتا گیا یہاں تک جب آدم کے پتلے میں روح پھونکنے کے بعد خداوند قدوس نے تمام عالم کو سجدہ کا حکم کیا تو سب نے سجدہ کیا صرف عزازیل نے نہ کیا۔ اور یوں خداوند نے ابلیس مخاطب کیا اور تمام اختیارات جاتے رہے۔ پھر ابلیس نے خداوند سے طاقت مانگ کر اور مہلتِ قیامت حاصل کی تاکہ آدم اور اس کی تمام اولاد کو نافرمانی اور تباہی کے مرتکب بنانے اور ناکام کرنے کے مقصد پر کام کرتا رہے۔

(ماخوذ کتاب: **شیطان کی سوانح عمری** تصنیف: **ابدالِ حق، قلندر بابا اولیاءؒ**)

آدم کی پیدائش کے بعد جنات کے مذاہب :

آدم کی پیدائش کے بعد سے کائنات کی خلافت جنات سے لیکر آدم کے سپرد کی گئی لہٰذا جنات کے اوپر پیغمبری کا سلسلہ نہیں رہا بلکہ اکثر انسان پیغمبر کے دور میں جنات تک بھی تعلیمات پہنچیں اور اُنکے مذاہب اُسی شریعتِ پیغمبر کے مطابق بنتے رہے۔ اور آج کی جنات کی دنیا میں کم و بیش انسانوں کی طرح مذاہب اور مسالک موجود ہیں۔ جیسے یہود، مسلمان، مسلمانوں کے کئی مسلک جو آج انسانی معاشروں میں موجود ہیں اسی طرح جنات کے معاشروں میں بھی موجود ہیں۔۔۔۔
ابلیس کی پیروی کرنے والے جنات اور انسان عرفِ عام میں وصف کے لحاظ سے شیاطین کہلاتے ہیں۔

جنات کا حلیہ

جنات کی آنکھ مخروطی ہوتی ہے، ناک چپٹی اور کھڑی ہوتی ہے، چہرہ کتابی یا گول ہوتا ہے۔ قد میں بارہ سے سولہ فٹ دراز یا اس سے بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ اس مخلوق کا جسم اکہری لہر یا عام لفظوں میں روشنیوں (Aura) سے بنا ہوتا ہے۔ انسانی مخلوق کے حواس محدود ہوتے ہیں مگر جنات کے حواس (حسیات) محدودیت میں لامحدود ہوتے ہیں۔ یہ مخلوق ایک گھنٹے میں اوسطاً ستائیس (27) میل پیدل چل سکتے ہیں۔ جنات روشنیوں کے خول میں بند ہوتے ہیں۔ ان کی بساط خلاء میں ہے (جیسے انسانوں کی زمین پر)۔ جنات کو کھانے پینے میں فاسفورس کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً ہڈیاں کوئلہ وغیرہ۔ ہماری زمین پر جنات کے بارہ طبقے ہوتے ہیں۔

شیاطین جنات

جنات میں شیاطین کردار بالعموم غیر مسلم ہوا کرتے ہیں یا پھر نفس پرست جنات۔ ان کی محرکات کو عام طور پر دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک وہ قسم جو نظر نہ آتے ہوئے انسانوں کے ذہن میں انسپائریشن کے ذریعے بُرے خیالات پیدا کرتے رہتے ہیں ایسی صورت میں انسان کو خود بھی گمان نہیں ہو پاتا کہ یہ میرا خیال ہے یا کسی اور کا خیال، اور اگر انسان توجہ کئے بغیر اس خیال کو جو اُسے انسپائر کیا گیا، قبول کر لے تو انسان اُسے اپنا خیال گُمان کرتا ہے۔ یہ طریقہ کار ابلیس (عزازیل) کے پیروکار جنات میں عام ہے۔

بھوت اور چڑیل، جنات :

یہ جنات کی وہ قسم ہے جو انسان کو باقاعدہ نظر آتے ہیں۔ یا پھر انسانی ذہن میں Hypnotizm کے ذریعے تصرف کیا جاتا ہے۔ نظر آنے کیلئے جنات کو کسی حد میں عبور ہوتا ہے کہ وہ کیسی شکل اختیار کریں۔ اور کیا آواز استعمال کریں۔ لیکن ان کاموں کے ذریعے ان کا مقصد ایک ہوتا ہے اور وہ انسان کے اپنے ذہن کے خوف میں انسان کو مبتلا کرنا ہوتا ہے۔

بھوت، جنات کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ انسان کو اُس کے اپنے ذات کے خوف میں اس قدر مبتلا کر دیا جائے کہ انسان اپنے ہی خوف سے تباہ Damage ہو جائے۔ نتیجتاً دماغ متاثر ہوتا ہے اور دماغی خلئے عدم توازن کا شکار ہو کر کسی بھی قسم کی جسمانی بے اعتدالی ہونا یا جسمانی بیماری ہونا اور خوف زیادہ حد تک ہونے کی صورت میں موت واقع سکتی ہے۔

چڑیل، جنات بھی بھوت قسم کے ہی کام کرتے ہیں یہ کچھ زیادہ نقصان دہ ہوتے ہیں ان کا مقصد انسان کو ہلاک کرنا اور اس کے بعد اس کو خوراک کے طور پر استعمال کرنا ہوتا ہے۔

جنات کے شر سے بچاؤ

☆ ذکرِ الٰہی کثرت سے کرنا۔

☆ تعوذ : حضورؐ کی مجلس میں دو اشخاص کا جھگڑا ہوا انہوں نے ایکدوسرے کو برا بھلا کہنا شروع کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اس کے پڑھنے سے غصہ جاتا رہے گا۔ پھر آپ ﷺ نے "اعوذ باالله من اشیطنِ الرجیم" پڑھا۔

☆ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم : جریر ابنِ عبداللہ سے مروی ہے۔ تستر (علاقہ) فتح سے واپسی پر میں نے راستے سے گزرتے ہوئے یہ جملہ پڑھا۔ وہاں ایک آتش پرست نے سن کر کہا میں نے جب یہ کلمات آسمان میں سنے تھے۔ اور آج سن رہا ہوں، میں نے دریافت کیا کہ کیسے اُس نے کہا میں بادشاہوں کے پاس جاتا کرتا تھا ایک مرتبہ میں کسریٰ (ایرانی بادشاہ) کے پاس گیا واپسی پر میری بیوی کو خوش نہ دیکھکر دریافت کیا کہ تو کیوں خوش نہیں ؟ بیوی نے جواب دیا تم گئے کب تھے یہیں رہتے تھے دورانِ گفتگو ایک جن آگیا اور کہا اس عورت پر میرا بھی حق ہے تعارف پر پتا چلا کہ وہ جن اس گروہ سے ہے جو آسمان کی خبریں سنتے ہیں آج راتِ اس جن کی باری تھی اس جن نے آتش پرست کو بھی دعوت دی آتش پرست اس جن کی بیٹھ پر بیٹھ گیا وہ آسمان پر چڑھے اور آسمان سے مل گئے اس وقت کسی کہنے والے نے کہا "لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" اس کے سنتے ہے وہ جنگلوں اور پہاڑوں میں جا پڑے۔ اور میں (آتش پرست) نے وہ کلمات یاد کرلئے اگلے دن میں گھر آیا بعد میں وہ جن بھی آگیا تو میں نے یہی کلمات دہرا دیے جن کانپنے لگا اور اُس پر گھبراہٹ طاری ہوگئی اور وہ بھاگ گیا۔ بس اب جب بھی میرے گھر یہ جن آتا میں ایسا ہی کرتا یہاں تک اس جن نے میرے گھر میں آنا بند کردیا۔

☆ معوذتین : ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ پناہ مانگا کرتے تھے جنات سے اور نظر بد سے جب سورہ فلق و سورہ ناس نازل ہوئیں تو آپ ﷺ نے ان کو پڑھنا شروع کردیا اور باقی اور اوراد کو ترک فرمادیا جنکو ان سورہ کے نزول سے پہلے پڑھتے تھے۔

۳۔ آیت الکرسی : ابو ہریرہؓ کی روایت کے مطابق آیت الکرسی پڑھنے والے کیلئے خدا کی جانب سے ایک فرشتہ مقرر ہوجاتا ہے جو صبح سے شام، شام سے صبح تک حفاظت کرتا رہتا ہے۔

☆ سورہ بقرہ یا سورہ بقرہ کی آخری دو آیات : ابو ہریرہؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ شیطان اس کی قریب نہیں جاتا۔ ایک اور روایت میں ہے۔ ابو مسعود انصاریؓ سے مروی ہے جس گھر میں سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھی جائیں وہ اس گھر والوں کی کفایت کرتی ہیں۔ نعمان ابنِ بشیرؓ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال قبل لوحِ محفوظ میں قرآن متعین فرمادیا تھا۔ سورہ بقرہ کی آخری آیتیں اگر کسی مکان میں تین رات تک مسلسل پڑھی جائیں اس میں شیطان نہیں آسکتا۔

☆ "لاالہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہُ الملک ولہُ الحمدُ وھو علیٰ کُلِّ شئیٍ قدیر" : پڑھنے سے شام تک شیطان سے اس کی حفاظت کی جاتی ہے۔

جن وانس کے متفرقات

مختلف صورتوں میں ظاہر ہونا : جنات مختلف صورتیں اپنا لیتے ہیں کبھی سانپ بچھو کی شکل اختیار کر لیتے ہیں، کبھی اونٹ گائے بکری گدھے گھوڑے خچر وغیرہ، کبھی پرندوں اور کبھی انسانوں کی۔ ترمذی اور نسائی (احادیث کی مستند کتابیں) میں ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں کچھ مسلمان جنات بھی رہتے ہیں اگر تم کو کوئی سانپ بچھو پر نظر پڑے تو پہلے اس کو تین بار ڈراؤ اگر اب بھی وہ نہ جائے تو اس کو مار دو۔

جنات کا انسانوں سے تمسخر کرنا : میرے، ابو بکر محمد نے عمرو بن القیم سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرے دادا مرقوع (ایک علاقہ) کیلئے روانہ ہوئے جب اس سے چار فرسخ کے فاصلے پر رہ گئے تو دیکھا کہ ایک بستی کے چشمے کے پاس کچھ لوگ کھیل رہے ہیں پس میں بھی ان کو دیکھنے کے لئے کھڑا ہو گیا ان میں سے ایک شخص ایا اور دوسرے پر گر پڑا پھر ایک اور آیا وہ بھی ان پر گر پڑا جب میں نے یہ منظر دیکھا تو میں نے اپنا گھوڑا ان پر دوڑایا وہ ہنسنے لگے اور اسقدر ہنسے کہ ایک دوسرے پر گر رہے تھے پھر میں نے اپنا گھوڑا آگے بھگا دیا میں جس درخت کے پاس سے گذرتا وہیں سے ہنسنے کی آواز آتی۔

جنات کا انسانوں کے ساتھ مل کر عبادت کرنا : اکثر نسبتاً سنسان علاقوں کی مساجد وغیرہ میں نمازیوں کو غیر مرئی احساس کا ہونا یا کچھ انجانوں کا ان کے ساتھ عبادات کرنا وغیرہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ممکنہ طور پر مسلمان جنات بھی عبادات میں مصروف ہیں۔

ایک روز صفوان ابنِ محرز نے ایک شور سُنا جس سے ان کو گھبراہٹ ہوئی پس ان کو آواز آئی کہ اے بندہ خدا ڈر نا مت ہم تو تیرے جن بھائی ہیں تیرے ساتھ اُٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتے ہیں اس کے بعد اس حرکت سے وہ مانوس ہو گئے اور وہ گھبراہٹ جاتی رہی۔

عبداللہ ابنِ صفوان بیت اللہ کے قریب تھے اچانک بابِ عراق کی جانب سے ایک سانپ آیا اور اس نے بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کیا پھر حجرِ اسود کا استلام کیا پس اس کو عبداللہ بن صفوان نے کہا کہ اے جن تو نے عمرہ کر لیا ہے ہمارے بچے تجھ سے ڈرتے ہیں اب تو چلا جا پس وہ جہاں سے آیا تھا وہیں چلا گیا۔

جن کی امامت میں انسانی نماز : ابنِ الی الصیر فی حنبلی حراتی نے اپنے شیخ ابو البقاء سے نقل کیا ہے کہ ان سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا جن کے پیچھے نماز ہو جائیگی۔ انہوں نے کہا کہ ہاں کیونکہ وہ بھی مکلّف ہیں اور حضور ﷺ انکی طرف بھی رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

جنات کا انسانی گھروں میں رہنا : ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں کچھ مسلمان جنات بھی رہتے ہیں اگر تم کو کوئی سانپ بچھو پر نظر پڑے تو پہلے اس کو تین بار ڈراؤ اگر اب بھی وہ نہ جائے تو اس کو مار دو۔

جن وانس کا نکاح : راویوں کےمطابق حضور ﷺ نے نکاحِ جنات سے منع فرمایا تاہم اس باب میں کوئی مستند یا حتمی احادیث نہیں ہیں نہ مقدس کتابوں میں ممانعت کی آیات ہیں۔ لیکن مجموعی طور پر صحابہ اور تابعین اور فقہاء کی ایک جماعت کے نزدیک اس کی کراہت (مکروہ) ہے۔

ایک آدمی حسن بصریؒ کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ ایک جن ہماری لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہرگز مت کرنا اور اس کا اکرام مت کرنا ۔ پھر اس آدمی نے حضرت قتادہ سے ذکر کیا انہوں نے بھی کہا کہ مت کرنا۔

حرب نے حضرت اسحاق سے دریافت کیا کہ ایک آدمی دریا میں کشتی پر جا رہا تھا اس کو جنات نے پریشان کیا اس نے جنیہ سے نکاح کر لیا آپ نے جواب دیا کہ جن سے نکاح کرنا مکروہ ہے۔ تاہم انسانی شواہدات میں اسکی ممکنات بھی ملتیں ہیں۔ ابو معاویہ نے بیان کیا ہے کو میں نے اعمش کو کہتے سنا ہے کہ ہماری ایک لڑکی سے ایک جن نے شادی کی۔ بعض روایتوں کےمطابق اعمش نے خود بھی اس شادی میں شرکت کی۔

حسام الدین رازی حنفی فرماتے ہیں کو میں اپنے والد کے ساتھ اپنے سسرال جا رہا تھا جب ہم نے بیرۃ (ایک علاقہ) کو عبور کر لیا تو بارش شروع ہو گئی اور ہم ایک غار میں چلے گئے اور میں سو گیا پس اچانک مجھ کو ایسا لگا کہ کوئی مجھ کو بیدار کر رہا ہے۔ میری آنکھ کھل گئی دیکھتا ہوں ایک عورت ایک آنکھ والی کھڑی ہوئی

ہے اس نے کہا ڈرو مت میں اس لئے آئی ہوں کہ میری ایک لڑکی نہایت حسین ہے تو اس سے شادی کر لے میں نے اس سے ڈرتے ہوئے منظوری دی اور اس وقت بہت سے لوگ اسی جیسے آئے ان میں قاضی بھی تھا گواہ بھی تھے خطبہ پڑھ کر میرا عقد کر دیا اور چلے گئے وہ عورت ایک نہایت حسین لڑکی کو لے کر حاضر ہوئی مگر اس کی آنکھ اس کی ماں کی طرح تھی اور میرے پاس چھوڑ کر چلی گئی میری وحشت اور خوف بڑھتی جا رہی تھی۔ شرم کے مارے کنکریاں پھینک رہا تھا جب میرے ساتھی بیدار ہوئے سب نے مل کر دعا کی پھر ہمارے چلنے کا وقت قریب آگیا اور وہ لڑکی بھی میرے ساتھ چل دی اور تین دن تک رہی جب چوتھا روز ہوا پھر اس کی ماں آئی اور اس نے کہا کہ شاید تجھ کو یہ لڑکی پسند نہیں ہے اور تو اس سے الگ ہونا چاہتا ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں اس نے کہا کہ اس کو طلاق دیدے میں نے طلاق دیدی اور وہ دونوں چلی گئیں اور پھر نظر نہ پڑیں۔ (یہ حکایت بھی صحیح الاسناد ہے۔ مئولف کتاب، علامہ قاضی بدر الدین شبلی حنفی محدث المتوفی 749ھ کی تحقیق شدہ)

جن وانس کی اولاد : ابو منصور فقہ اللغۃ میں فرماتے ہیں انسان اور جنیہ سے جو پیدائش عمل میں آتی ہے اسے "خس" کہتے ہیں۔

کئی واقعات کے مطابق انسان اور جن کی اولاد کے ثبوت ملتے ہیں۔ گو کہ ان کی تعداد انسانوں میں شاذ و نادر رہی ہے مگر ان کی ممکنات واقعات سے ثابت ہیں۔

بلقیس ملکہ سبا (سلیمانؑ) کی زوج کے بارے میں بھی کہا گیا ہے کہ ان کے والد نے ریحانہ نامی جن عورت سے شادی کی جس سے بلقیس (بلقیہ) کی پیدائش ہوئی۔

جنات کا انسانوں کی رہنمائی و تعلیم : ابی ابن کعبؓ سے مروی ہے کہ ایک جماعت مکہ کیلئے روانہ ہوئی اور راستہ بھول گئی جب وہ لوگ مشقت سفر سے اور راستہ بھول جانے کی وجہ سے پریشان ہو گئے اور مرنے کے قریب ہو گئے انہوں نے اپنے کفن پہن لئے اور زمین پر لیٹ گئے پس ان کے پاس ایک جن آیا اور اس نے کہا کہ میں ان جنات میں سے ہوں جنہوں نے حضور ﷺ سے حدیثیں سنیں ہیں میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور مددگار و معین ہے اور مسلمان مسلمان کو رسوا نہیں کرتا اور اس جن نے انہیں پانی بتلایا اور راستہ بتلایا۔

جنات کی نظر بد انسانوں کو لگنا : نظرِ بد دو طرح کی ہیں ایک انسان کی اور ایک جنات کی۔ امّ سلمہ کی روایت کےمطابق حضورؐ نے اپنے گھر میں ایک بچی کو دیکھا اس کا چہرہ سرخی مائل سیاہی ہے آپؐ نے فرمایا کہ اس کو کچھ پڑھ کر دم کر دو اس کو نظر لگ گئی ہے۔ اس روایت میں نظرِ بد کیلئے "سفعۃ" کا لفظ استعمال ہوا جسکا مطلب جنات کی نظرِ بد ہے۔

جنات کی آسمانوں تک رسائی : زبیر ابن ابی بکر فرماتے ہیں کہ عیسیٰؑ کے پیدا ہونے سے قبل جنات تمام آسمانوں میں چلے جاتے تھے۔ جب آپؑ پیدا ہوئے تو تین آسمانوں سے روک دیئے گئے (یہی وجہ ہے کہ قیصر اور کسریٰ اور یونانی سلطنتیں شیاطین جنات (Oracle, Olumpus وغیرہ) خداوند کے ساتھ شریک کرتے اور انہیں خوش کرنے کیلئے مختلف تحائف اور عورتیں پیش کرتے جس کے بدلے یہ شیاطین جنات ان اقوام کو آسمان سے اطلاعات اور ان کی رہنمائی کیا کرتے اور غیر مرئی امداد کرتے جس سے انکی قومی باگ ڈور چلانے میں آسانیاں اور امداد ملتی)۔ اور جب حضورؐ مبعوث ہوئے تو تمام آسمانوں سے روک دیئے گئے۔ اور ان کو ستارے مارے جانے لگے۔

ایک خوبصورت روحانی تمثیل

ابدالِ حق قلندر بابا اولیاء (صوفی، امامِ سلسلہ عظیمیہ ۱۹۶۰ء، وفات ۱۹۷۹ء کراچی پاکستان) نے جنات کی دنیا سے متعلق حقائق وانکشاف پر ایک روئداد لکھی ہے :

''شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (ولادت ۱۱۵۹ ہجری) کے مدرسے میں جس طرح انسانوں کے لڑکے پڑھتے تھے اسی طرح جنات کے لڑکے بھی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ تعداد میں بہت کم تھے۔ شاہ صاحبؒ کے مدرسے میں تعلیم پانے والے جنات کے لڑکوں کہ سخت ہدایت تھی کہ وہ ہرگز کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس سے انسانوں کے لڑکے خوفزدہ ہوں۔

ان میں زیادہ تعداد جنات کے ان لڑکوں کی تھی جو دہلی (انڈیا کا ایک شہر) میں کالے پہاڑ کی تلہٹی میں آباد تھے۔ جہاں اس وقت برف کا کارخانہ ہے یہ کالا پہاڑ اس سے تھوڑے فاصلے پر واقع ہے۔

اس طرف اس زمانے میں لوگوں کی آمدورفت یا تو تھی ہی نہیں یا بہت کم تھی۔ اکثر یہ ہوتا تھا کہ اگر کوئی بھولا بھٹکا مسافر ادھر جا نکلتا تو شرارت پسند جنات کی حرکتوں سے خائف ہو کر پھر کبھی ادھر کا رخ نہ کرتا بلکہ دوسروں کو بھی ادھر جانے سے روک دیتا۔

مٹی اور آگ کی تخلیق :

اللہ تعالٰی نے جنات کا قرآنِ حکیم میں اسطرح تزکرہ فرمایا ہے۔ ''میں نے انسان کو مٹی سے بنایا ہے اور جنات کو آگ سے'' (سورۂ الرحمٰن آیت نمبر ۱۴ تا ۱۵)

بہت سے ایسے مقامات ہیں جہاں جنات کی بستیاں آباد ہیں۔ جو زیادہ تر ویرانوں میں ہوتے ہیں۔ ایسے ویرانوں سے گزرنے والے لوگوں نے متعدد بار ان کی مجالس دیکھی ہیں۔ دہلی کے اردگرد بھی کئی بستیاں آباد ہیں۔ انہی میں ایک بستی یہ بھی تھی جس کا نام تزکرہ کر رہے ہیں۔

آپ نے دیکھا ہو گا رات کو حلوائیوں کی دکانیں دیر تک کھلی رہتی ہیں۔ دن بھر جتنی مٹھائیاں سجی ہوئی آپ دیکھتے ہیں وہ ساری کی ساری مٹھائیاں صرف انسان ہی نہیں کھاتے بلکہ رات کو آخری اوقات میں اکثر جنات ان مٹھائیوں کو خرید کر لے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ جنات کی خوراک فاسفورک ایسڈ بھی ہے۔ جو زیادہ تر کوئلوں میں ملتا ہے اور جنات اسے کوئلے ہی سے حاصل کرتے ہیں۔

جنات کے بارہ طبقے : جنات کے بارہ طبقے ہیں اور یہ وہ طبقے ہیں جو ہماری زمین پر آباد ہیں۔ ہر طبقے کے جنات الگ الگ پہچانے جاتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ کسی جگہ ایک ہی طبقہ آباد ہو۔ کئی جگہیں ایسی ملتی ہیں جہاں جنات کے کئی طبقے آباد ہیں۔ ہر طبقے کی شکل وصورت میں فرق ہوتا ہے۔

بہر کیف بیان یہ کرنا تھا کہ کالے پہاڑ کی تلہٹی میں کئی طبقوں کے جنات رہتے تھے۔ ان کی عادات بھی مختلف ہیں اور شکل وصورت میں بھی نمایاں فرق ہے۔ اب بھی وہ بستی وہاں موجود ہے جس طرح شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے زمانے میں آباد تھی۔

چنانچہ اکثر جنات تحفے تحائف لیکر اس غرض سے شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے کہ آپؒ ان کے بچوں کو مدرسے میں داخل کر لیں۔ شاہ صاحبؒ کی چند شرطیں تھیں اگر جنات کو وہ شرطیں منظور ہوتیں تو شاہ صاحبؒ ان کے بچوں کو مدرسے میں داخل کر لیتے تھے۔ اور اس طرح وہ بچے اسباق میں شریک ہو جاتے۔ اسباق کے علاوہ ان بچوں کے سپرد دیگر خدمات بھی ہوتیں تھیں کہ وضو کے لئے لوٹے بھریں، سقاوے میں پانی کا انتظام کریں اور باقاعدہ نماز باجماعت پڑھیں۔

انہونی بات :

ایک روز رات کے وقت شاہ صاحبؒ اپنے حجرے میں استراحت فرما رہے تھے۔ چند لڑکے جن میں انسانوں کے ساتھ جنات کے لڑکے بھی تھے شاہ صاحبؒ کی خدمت میں مصروف تھے۔ کوئی سر دبا رہا تھا، کوئی ہاتھ دبا رہا تھا، چند لڑکے پیر دبا رہے تھے کافی وقت ہو چکا تھا۔ یہ ذکر عشاء کی نماز کے بعد کا ہے۔

شاہ صاحبؒ نے کسی لڑکے سے فرمایا "چراغ گل کر دو۔ تیل ضائع ہو رہا ہے۔ اور تم لوگ اپنی اپنی جگہ جا کر آرام کرو۔"

شاہ صاحبؒ کا حجرہ کافی بڑا تھا۔ اور جہاں وہ لیٹے تھے چراغ اس جگہ سے کم از کم چھ گز کے فاصلے پر ایک کونے میں رکھا ہوا تھا۔ ایک جن لڑکے نے وہیں سے ہاتھ بڑھا کر چراغ گل کر دیا۔

انسانوں کے لڑکوں نے یہ انہونی بات دیکھی تو ڈر کے مارے چیخنے لگے کیونکہ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ کوئی ہاتھ اتنا لمبا ہو سکتا ہے۔

شاہ صاحبؒ نے اٹھ کر انہیں تسلی دی اور اس جن لڑکے کو بہت ڈانٹا۔

اس روز لڑکوں پر یہ بات منکشف ہو گئی کہ ہمارے ساتھ جنات کے لڑکے بھی پڑھتے ہیں۔

شاہ صاحبؒ کے مکان کی پشت پر ایک سوداگر رہتا تھا۔ یہ لڑکا جس سے یہ حرکت سرزد ہوئی وہ اس سوداگر کی لڑکی سے محبت کرنے لگا۔ لیکن اس نے اس بات کو اب تک چھپا رکھا تھا اور رات دن اسی اُدھیڑ بُن میں مصروف رہتا تھا کہ کسی طرح استادِ محترم کی تائید حاصل کر لے۔ ان کے ذریعے وہ لڑکی اور اس کے ماں باپ کو اپنے گھر پر مدعو کرنا چاہتا تھا تا کہ اس طرح آمد و رفت پیدا کر کے عرض مدعا پیش کرنے کی گنجائش نکل آئے۔ مگر وہ کسی طرح بھی شاہ صاحبؒ سے درخواست کرنے کا طریقہ تلاش نہیں کر سکا۔

بالآخر اس کے ذہن میں ایک بات آئی اور وہ یہ کہ اس کے ماں باپ آئیں اور شاہ صاحبؒ اور اس سوداگر کے گھر کے تمام افراد کو شاہ صاحبؒ کی ہمسائیگی کے ناطے مدعو کریں۔

صرف اس بات کیلئے وہ ہفتوں سوچتا رہا۔ مہینوں غور کرتا رہا۔ اسی غور و فکر میں کئی سال گزر گئے لیکن وہ اپنے ماں باپ سے نہیں کہہ سکا۔

جب اتفاق سے لڑکوں پر یہ انکشاف ہو گیا کہ ہمارے ساتھ جنات بھی پڑھتے ہیں تو شاہ صاحبؒ نے ڈانٹ ڈپٹ کے بعد اس سے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا، تو جن لڑکے نے جرات کر کے کہا۔

"یہ سب میں نے دانستہ کیا ہے تا کہ چند لڑکے اس امر سے واقف ہو جائیں نیز آج میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ کسی دن میرے گھر ماحضر تناول فرمائیں آپ میرے استاد ہیں آپ پر حق ہے اسلئے میں نے یہ جسارت کی ہے۔"

اول تو شاہ صاحبؒ کو بہت غصہ آیا مگر وہ بہت نرم مزاج تھے اس لئے خوش ہوئے جن لڑکا دعوت پر بضد رہا۔

جن اور انسان میں عشق :

کافی عرصہ گزرنے کے بعد اس جن لڑکے نے اپنے ماں باپ سے کہا "میں ہر قیمت پر شاہ صاحبؒ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں آپ میرے ساتھ چل کر انہیں مدعو کریں"

اس نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں رو رو کر یہ بھی کہا "مجھے سوداگر کی لڑکی سے والہانہ محبت ہے میں اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا آپ شاہ صاحب سے درخواست کریں کہ وہ سوداگر کے گھر والوں کو بھی ساتھ لائیں۔"

لڑکے کی اس بات پر اُس کے ماں باپ بہت برہم ہوئے اسے مار پیٹ کر تنبیہ کی مگر وہ اپنی ضد پر قائم رہا۔ اور اس نے کھانا پینا ترک کر دیا۔ یہاں تک کہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ انتہائی نحیف اور لاغر ہو گیا اور اس کے بچنے کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ اس کے باوجود لڑکے کے ماں باپ کسی طور پر آمادہ نہیں ہوتے تھے کہ وہ سوداگر کے گھرانے کو بھی دعوت دیں۔ لڑکے کا دم آخر ہونے لگا تو ماں کے دل کا قرار ختم ہو گیا اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ باپ کے دل پر بھی چوٹ لگی اور اس نے اپنے لختِ جگر سے کہا۔

''بیٹا! ہم سوچیں گے کہ کیا ترکیب ہو سکتی ہے اور ہم کس طرح شاہ صاحبؒ کی خدمت میں اس نوعیت کی درخواست کریں۔ تو ضد چھوڑ دے کھانا پینا معمول کے مطابق شروع کر دے تاکہ ہم کچھ سوچنے کے لائق ہو سکیں تجھے کیا خبر کہ ہم تیری وجہ سے کس قدر پریشان ہیں تو ہی تو ہمارا اکلوتا بیٹا ہے۔''

لڑکے نے جب یہ مژدہ سنا تو اس پر سے نزع کا عالم ٹل گیا اور اس نے ایک عالمِ سرخوشی میں باپ کو جواب دیا۔

''آپ کسی طرح کے تردد میں مبتلا نہ ہوں چاہے مجھے کچھ بھی کرنا پڑے میں اس قسم کی صورتِ حال پیدا کر دوں گا کہ آپ کو بات کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے گی۔''

اور پھر ایک دن اس لڑکے نے سوداگر کی لڑکی کے سامنے خود کو ظاہر کر دیا اور وہ بھی اسطرح کہ لڑکی کے علاوہ اسے اور کوئی نہ دیکھ سکے۔ لڑکی یکبار خوفزدہ ہو کر سہم گئی۔ اس نے چیخ کر گھر والوں کو آواز دی اور بتایا کہ دیکھو یہ کون ہے ؟

گھر والوں نے کہا : ہمیں تو کچھ نظر نہیں آتا ہے ؟

لڑکی نے جواب دیا : ایک خوبصورت لڑکا میرے سامنے کھڑا ہے اور مجھے اپنے پاس بُلا رہا ہے۔

سوداگر نے کہا : یہ تیرا وہم ہے یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ کس جگہ ہے ؟ کہاں ہے آخر ہمیں وہ کیوں نظر نہیں آتا ؟

لڑکی نے بمشکل تمام اپنے ہوش و حواس کو بحال کر کے بتایا۔

دیکھو یہ سامنے کمرے میں کھڑا ہے۔

ماں نے بیٹی کی بلائیں لے کر ممتا بھرے دل سے کہا۔ شاید تو جاگتے میں کوئی خواب دیکھ رہی ہے۔ کیا تو نے اس سے پہلے کوئی اس قسم کا خواب دیکھا ہے ؟

سوداگر کی بیٹی نے روہانسی ہو کر ماں سے التجا کی۔ ''تم میری بات کا یقین کرو ماں یہ ہرگز خواب نہیں ہے۔ یہ لڑکا میرے سامنے کھڑا ہے کیا تمہیں واقعتاً یہ لڑکا نظر نہیں آتا۔''

سوداگر پریشان لہجے میں بولا۔ ''اگر ہمیں نظر آتا تو ہم تجھے کیوں جھٹلاتے''

لڑکی نے جھنجھلا کر کہا : جھٹلانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ لوگ چاہتے ہیں کہ میں وہم میں مبتلا ہو جاؤں اور میں یہ سمجھوں کہ میرا وہم یہ صورت بنا کر میرے سامنے لے آیا جو سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ میں ہرگز آپ کی ان باتوں پر یقین کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں میں جو کچھ کہہ رہی ہوں اور جو دیکھ رہی ہوں اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے دیکھو! وہ لڑکا اب بھی میرے سامنے ہے۔''

سوداگر نے پہلے تو اس زمانے کے طبیب حذق سے مشورہ کیا اور اپنی لڑکی کو حکیم حامد خان کے پاس لے گیا۔ حکیم صاحب نے نبض دیکھی۔ اس کی آنکھوں کی پتلیوں کا معائنہ کیا پھر یہ دیکھا کہ اس کے بالوں میں کوئی ارتعاش تو نہیں ہے۔ ناخنوں کو بغور دیکھا اور جو بھی وہ سمجھنا چاہتے تھے اسے جانچا لیکن کوئی نشان ایسا موجود نہیں تھا۔ جس سے اس لڑکی کا کسی طرح غیر متوازن ہونا، پاگل ہونا، یا وہمی ہونا ظاہر ہوتا ہو۔

جب سب کچھ دیکھ چکے تو حکیم صاحب نے لڑکی سے سوالات شروع کئے۔ انہوں نے پوچھا۔ یہ کس دن کا واقعہ ہے۔ ؟

لڑکی نے بتایا۔ فلاں دن اور فلاں وقت یہ واقعہ پیش آیا۔

حکیم صاحب نے سوال کیا : ''اس دن تم کہاں تھیں ؟''

میں اپنے گھر میں تھی۔ لڑکی نے جواب دیا۔

حکیم صاحب نے پوچھا، اس دن کے بعد بھی اس جیسی صورتحال پیدا ہوئی ؟

بارہا ایسا ہوا ہے جب میں اپنے کمرے میں ہوتی ہوں تو اچانک وہ صورت نمودار ہو جاتی ہے۔ لڑکی نے بتایا۔

حکیم صاحب نے مزید جرح کرتے ہوئے استفسار کیا : ''تم نے کیا دیکھا ہے اور جو کچھ بھی دیکھتی ہو اس کی تفصیل پورے وثوق سے بیان کرو''۔

واہمہ اور حقیقت :

"جسطرح آپ سامنے بیٹھے ہیں یہ ایک حقیقت ہے اس میں کسی واہمہ کو کوئی دخل نہیں ہے۔ بالکل اتنے ہی یقین اور اعتماد کے ساتھ میں کہتی ہوں کہ مجھے ایک بہت ہی خوبصورت لڑکا نظر آتا ہے۔ کبھی کسی لباس میں ہوتا ہے اور کبھی کسی اور لباس میں، اپنی وضع قطع کے لحاظ سے کوئی رئیس زادہ معلوم ہوتا ہے۔"

لڑکی نے بتایا۔

"حکیم صاحب خدا کیلئے آپ میرے ساتھ چلئے۔ یہ سب کے سب مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں شاید آپ اسے دیکھ سکیں۔

نسبت نامہ شاہ عبدالعزیزؒ :

شاہ عبدالعزیز، شاہ ولی اللہؒ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ شاہ عبدالرحیمؒ شاہ عبدالعزیزؒ کے دادا تھے۔ جو حسب ونسب میں فاروقی تھے۔

عصر کا وقت تھا۔ دہلی کی مسجد فتح پوری میں عصر کی جماعت کھڑی ہوگئی تھی۔ جیسے ہی امام نے نیت باندھی مسجد کے باہر ایک شور بلند ہوا۔ لوگ چیخ رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔ اس شخص کو ماردو، بہت سے نمازیوں نے نیت توڑ دی اور یہ دیکھنے کیلئے باہر نکل آئے کہ کیا ہو رہا ہے اور یہ لوگ کون ہیں۔

بہت سے لوگ لاٹھیاں گھما رہے تھے۔ کچھ لوگوں کے پاس خنجر تھے۔ کچھ کے پاس تلواریں تھیں، کچھ لوگ نہتے بھی تھے اور سب نعرے لگا رہے تھے۔

"ماردو..... قتل کردو..... ٹکڑے اڑادو"

شاہ ولی اللہ جو ان لوگوں کا ہدف تھے۔ اطمینان سے نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ نے پوری نماز بلاخوف وخطر پڑھنے کے بعد چاروں طرف دیکھا۔

آپ کے معتقدین ہراساں یہ کہہ رہے تھے کہ، نکل چلئے، یہ لوگ دشمن ہیں خدانہ کرے کیا کر جائیں۔ آپ چھوٹے دروازے سے نکل جائیے۔

شاہ ولی اللہؒ نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"کیا یہ لوگ خدا کے گھر کو مقتل بنانا چاہتے ہیں۔ اگر ہمارا وقت نہیں آیا ہے تو کوئی ہمارا بال تک بیکا نہیں کر سکتا اور اگر وقت آگیا ہے تو ہر شخص کو جانا ہے۔

"کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوت"

شور بلند ہوا۔

"پکڑلو، جانے نہ پائے، بچ کر نہ جائے، اس نے ہمارے دین کو خراب کیا ہے، اس نے دین میں پیوندکاری کی ہے، اس کے ساتھی بھی سزا کے مستحق ہیں..... یہ کافر ہیں..... مرتد ہیں..... انہیں قتل کردو..... جہنم واصل کردو"

نعروں کے اس شور میں کچھ لوگ آگے بڑھے اور مسجد کے صحن میں گھس آئے۔ ان کے تیور بگڑے ہوئے تھے۔ شاہ ولی اللہؒ نے ان سے پوچھا :

"کیا تم ہمیں قتل کرنے کے لئے یہاں آئے ہو؟"

ان میں سے ایک شوریدہ سر نے کہا۔ ہاں ہم آپ کو قتل کرنے کیلئے آئے ہیں آپ اس قابل نہیں ہیں کہ آپ کو زندہ چھوڑا جائے۔

شاہ صاحب نے پوچھا : "ہمارا جرم کیا ہے۔"

ایک شخص نے نہایت حقارت اور طنز سے بھرپور لہجے میں جواب دیا۔

"آپ کو اپنا جرم معلوم نہیں ہے۔ کیا واقعی آپ اپنے جرم سے لاعلم ہیں، او کافر! اب میں تجھے آپ کی بجائے تو سے مخاطب کروں گا، کیا تونے کلام پاک کا فارسی میں ترجمہ نہیں کیا، کیا یہ کتاب اللہ کی توہین نہیں ہے، تونے لوگوں کو گمراہ کردیا ہے۔، تیری سزا پھانسی یا قتل ہے، ہم تیری گردن اُڑادیں گے۔"

اس جواب سے شاہ صاحبؒ کو غصہ آگیا۔

ان کے ہاتھ میں ایک پتلی سی چھڑی تھی انہوں نے چھڑی اٹھائی اور ''اللہ ہو'' کا نعرہ مستانہ بلند کیا۔
کیا اثر تھا اس نعرے میں، شاہ صاحب اور ان کے ساتھی بھی یکے بعد دیگرے مسجد سے نکل گئے۔ مجمع کائی کی طرح پھٹ گیا۔
اب شاہ صاحب کھاری باؤلی تک پہنچ گئے تھے کسی نے زور سے پکارا۔
''یہ بہروپیا بھاگنے نہ پائے۔''
لیکن یہ نعرہ بے اثر ثابت ہوا۔ لوگ بت بنے کھڑے تھے جیسے پتھر کے مجسمے ہوں۔
شاہ صاحبؒ گھر پہنچے تو شاہ عبدالعزیزؒ اپنے لڑکپن کی بناء پر شاہ ولی اللہؒ سے لپٹ گئے۔ اور رونے لگے کیونکہ اس ''ہاؤ ہو'' کی اطلاع پوری دلی میں پھیل چکی تھی اور گھر والوں کو بھی اس کی خبر مل گئی تھی۔
شاہ ولی اللہ نے کہا ''بیٹے! تجھے معلوم نہیں کہ دنیا والے میرے اور تیرے نبی علیہﷺ کو کیا کیا اذیتیں دے چکے ہیں۔ بیٹے! آنسو پونچھ لو۔ ہم عنقریب جانے والے ہیں، ہماری میراث علم ہے، تم اسے سنبھال لو۔''
حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے جو اس وقت لڑکپن کے دور سے گزر رہے تھے اپنی گردن جھکالی اور عرض کیا۔
''جو اللہ کی مشیت، اگر اللہ ہم سے یہ خدمت لینا چاہتا ہے تو ہم اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس علمی اور عملی خدمات میں خرچ کر دیں گے۔''
سن ۱۱۷۷ ہجری میں شاہ ولی اللہ نے وصال فرمایا۔ وصال کے وقت شاہ عبدالعزیزؒ کی عمر اٹھارہ برس تھی۔ (واضح رہے کہ برصغیر میں محدثین کا جو سلسلہ ہے وہ یا تو شاہ عبدالعزیزؒ کے والد شاہ عبدالرحیم بھی فتاویٰ عالمگیری لکھنے میں شریک تھے۔ شاہ عبدالعزیزؒ سن ۱۱۵۹ ہجری میں پیدا ہوئے ان کا تاریخی نام غلام علیم تھا۔ اس نام کے اعداد ۱۱۵۹ بنتے ہیں۔ تیس پشتوں کے بعد ان کا نسب نامہ صحابی و خلیفہ حضرت عمر فاروقؓ سے جاملتا ہے۔)
حکیم صاحب، لڑکی کے کہنے کے مطابق سوداگر کے گھر گئے اور اس کمرے میں کافی دیر تک بیٹھے رہے اور اس لڑکی سے پوچھتے رہے۔
لڑکی اشاروں سے بتاتی رہی کہ وہ میرے سامنے کھڑا ہے۔ اب وہ میرے قریب آرہا ہے۔ اب وہ دیوار سے لگا ہوا میری طرف دیکھ رہا ہے۔

تعویذ گنڈے سے علاج :

لیکن حکیم صاحب کو کچھ نظر نہیں آیا آخر حکیم صاحب نے یہ فیصلہ دیا کہ لڑکی کو دورہ اسی کمرہ میں پڑتا ہے۔ کسی اور کمرے میں نہیں۔ اس بیماری کی ابتداء اسی کمرے سے ہوئی ہے جسطرح بھی ممکن ہوا میں اس کا علاج کروں گا۔ انہوں نے تبریدیں پلائیں اور اسکے بعد مسہل دیئے بار بار ایسا کیا لیکن لڑکی کے دماغ سے وہ بات نہ نکلنی تھی اور نہ نکلی۔ پریشان ہو کر حکیم صاحب نے اسا قیمتی نسخہ لکھا جو دماغ کو تقویت پہنچائے۔ اس کو بھی استعمال کرنے کے بعد حالت وہی رہی۔ دورہ کی حالت میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی۔ آخر حکیم صاحب نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اس کا علاج ممکن ہے کوئی تعویز گنڈے والا کر دے۔ میں تو عاجز آگیا ہوں۔ اب میرے پاس اسکے لئے کوئی دوا نہیں ہے۔
محلّے کے چند آدمیوں نے سوداگر کو مشورہ دیا کہ تم شاہ عبدالعزیزؒ کے پاس جاؤ۔ دیکھو وہ کیا کہتے ہیں۔ شاہ عبدالعزیزؒ کے پڑوس میں ہی رہتے تھے۔
شاہ صاحب نے یہ تو مناسب نہیں سمجھا کہ وہ لڑکی مدرسہ میں آئے البتہ وہ وقت نکال کے سوداگر کے یہاں تشریف لے گئے۔ لڑکی کو دیکھا۔ اس سے باتیں کیں اور اس کا نام پوچھا۔
لطف کی بات یہ ہے کہ جب شاہ عبدالعزیزؒ اس کے گھر اور اس کمرے میں تھے لڑکی بالکل ٹھیک اور ہوش میں رہی۔ اس نے لڑکے کے متعلق کچھ نہیں بتایا۔ اس نے کہا۔
''ایسا کسی وقت ہوتا ہے لیکن اس وقت وہ لڑکا میرے سامنے نہیں ہے''
شاہ صاحبؒ نے اس کے باپ سے فرمایا کہ تمہاری لڑکی بالکل بھلی چنگی ہے بتاؤ اب میں کیا کروں اس کو کچھ نظر نہیں آتا۔ اپنی لڑکی سے کہو کہ وہ اس لڑکے کو آواز دے تاکہ وہ لڑکا سامنے آئے۔ میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔

لڑکی نے جن لڑکے کو آوازیں دیں۔ اس کا نام لے کر بھی پکارا لیکن کوئی واقعہ ظہور نہیں ہوا۔
شاہ صاحبؒ برابر سوچتے رہے کہ کیا ترکیب کی جائے۔ اگر کوئی جن اس لڑکی پر آتا ہے تو کس طرح معلوم کیا جائے۔ وہ اپنی جگہ بیٹھ کر اس معمے کو گہرائی تک سوچتے رہے اور برابر غور و فکر کرتے رہے کو ایسا کیوں ہوتا ہے؟
اس کے بعد لڑکی غائب ہونا شروع ہو گئی۔ وہ کئی کئی دن تک غائب رہتی اور پھر یا تو چھت پر سے اُترتی نظر آتی یا لوگ دیکھتے کہ کسی کمرے میں سے باہر آ رہی ہے۔ اب لوگوں نے لڑکی سے پوچھا بار بار غائب ہونے کا مطلب کیا ہے؟ تو اتنے دن کہاں غائب رہتی ہے؟
اس لڑکی نے صاف بتا دیا کہ مجھے جنات لے جاتے ہیں اور میری بہت تواضع کرتے ہیں مجھے ان سے کوئی شکایت نہیں ہے۔
اکثر دیکھتی ہوں کہ جب میرا دل گھبراتا ہے تو وہ مجھے یہاں چھوڑ جاتے ہیں۔ میں وہاں خود کو ایک باغ میں دیکھتی ہوں۔ یہ باغ بہت دلفریب اور خوبصورت ہے اس باغ میں جگہ جگہ گلاب کے تختے اور بے شمار رنگ برنگے پھول ہیں۔ باغ کے درمیں میں ایک حوض ہے اور حوض کے کنارے سنگِ مرمر کا ایک خوبصورت محل ہے۔ میری خدمت کیلئے وہاں کئی کئی عورتیں ہیں۔ جب میں آ جاتی ہوں اوقت ہی میرے پاس سے ہٹتی ہیں اور جس وقت وہاں نیند سے بیدار ہوتی ہوں ایک عورت پانی کا آفتابہ اور سلفچی میرے سامنے لاتی ہے اور مجھے وضو کراتی ہے۔ وضو کے بعد میں نماز ادا کرتی ہوں۔ تھوڑی دیر میں ناشتے کا وقت ہو جاتا ہے۔ ناشتہ سے فارغ ہو کر کئی لڑکیاں جو میری ہم عمر ہیں قریب گھروں سے میرے پاس آ جاتی ہیں اگرچہ میں زیادہ تر خاموش رہتی ہوں لیکن ان لڑکیوں کی معیت میں میرا دل نہیں گھبراتا اور نہ مجھے تنہائی محسوس ہوتی ہے۔ بعض اوقات میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ یہ لڑکیاں جنات میں سے ہیں اور میں انسان ہوں پھر بھی کوئی غیریت میرے دل میں نہیں آتی۔ بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب ایک ہی نسل اور ایک ہی قوم سے ہیں۔ ہماری گفتگو بھی اسی طرح ہوتی ہے۔

خوش اخلاق جنات :

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ میں نے اس لڑکے کو آج تک وہاں نہیں دیکھا۔ جو جنات مجھے وہاں لے جاتے ہیں وہ اور ہوتے ہیں اور جو وہاں سے مجھے لاتے ہوں وہ اور ہوتے ہیں۔ میں ان میں سے چند جنات کو پہچانتی ہوں۔
لیکن وہ سب کے سب خوش اخلاق ہیں۔ نہایت عزت کے ساتھ مجھے واپس پہنچا دیتے ہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میں نے کسی چیز کی فرمائش کی ہو اور وہ پوری نہ ہوئی ہو۔
شاہ صاحبؒ نے جب انہی دنوں اس جن لڑکے کو اپنے مدرسے میں نہ دیکھا اور چراغ گل کرنے کا واقعہ ان کے ذہن میں آیا اور اس جن لڑکے کا یہ کہنا کہ یہ کام میں نے دانستہ کیا ہے اور اس کا مدرسہ چھوڑ دینا یہ سب چیزیں شاہ صاحبؒ کے ذہن میں ٹکراتی تھیں لیکن ان تمام حالات میں کوئی چیز ایک دوسرے سے وابستہ نظر نہیں آتی تھی اور آپؒ کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ پاتے تھے۔
لڑکی غائب ہونے کی خبریں برابر شاہ صاحبؒ کے پاس آتی رہیں۔ شاہ صاحبؒ اس کے سدباب کیلئے غور و فکر کرتے رہے۔ سوچتے سوچتے ان کے ذہن میں ایکا ایک جن آیا جو باغ کی دیوار کے نیچے کتابن کے پڑا رہتا تھا مگر یہ کتا خارش زدہ تھا۔ اس کتے کے بارے میں شاہ صاحبؒ کو بالتحقیق بہت سی باتیں معلوم تھیں۔ لیکن ان باتوں میں کوئی بات ایسی نہیں تھی جس کی بناء پر وہ اس کتے سے شناسائی پیدا کریں۔ ایک عرصہ تک وہ سوچتے رہے آخر شاہ صاحبؒ نے سوداگر کو بلوایا اور اس سے استفسار کیا کہ اس کے پاس کچھ قابل اعتماد آدمی ہیں یا نہیں۔
سوداگر نے جواب دیا ایک تو میرا بہت پرانا ملازم ہے اس کے علاوہ ایک میرا ہم عمر دوست ہے یہ دونوں میرے لئے معتبر ہیں اگر ان کو کوئی راز بتا دیا جائے تو اس کو وہ اپنے سینے میں ہی محفوظ رکھیں گے۔
شاہ صاحبؒ نے فرمایا میں یہی چاہتا ہوں اب تم ان دونوں میں سے ایک کو میرے پاس لے آؤ۔ ساتھ ہی یہ فرمایا کہ دو روٹیاں خالص ماش کی دال پیس کر انہیں ایک طرف سے پکایا جائے اور کچی سمت میں گھی چپڑ دیا جائے۔

شاہ صاحبؒ نے ایک پرچہ لکھ دیا جس کی کئی تہیں کیں اور پرچے میں اتنی بڑی ڈوری باندھی جو کتے کی گردن میں آ سکے۔

سوداگر جب روٹیاں اور اپنے وفادار ملازم کو لے کر حاضر خدمت ہوا تو شاہ صاحبؒ نے روٹیاں دیکھیں اور وہ پرچہ ان کو دے کر فرمایا۔

باغ کی دیوار کے پاس ایک خارش زدہ کتا پڑا ہوا ہے تم سیدھے اس کے پاس جاؤ ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ کتا تمہیں دیکھتے ہی بھونکے گا اور کاٹنے کیلئے دوڑیگا اسی لمحے روٹی اس کے آگے ایک ڈال دینا اور کمال ہوشیاری سے جب وہ روٹی کھانے میں مصروف ہو یہ پرچہ اس کی گردن میں باندھ دینا۔ اور جب وہ یہ روٹی کھا چکے تو دوسری روٹی بھی اس کے آگے ڈال دینا جب وہ کتا باغ کی دیوار سے چلے تو اسکے پیچھے ہو لینا وہ جس طرف جائے چلتے رہنا جہاں کہیں وہ ٹھہر جائے وہیں تم بھی ٹھہر جانا اور پھر اتنا انتظار کرنا کہ وہ وہاں سے چل پڑے پھر اس کے ساتھ چلتے رہنا، وہ راستے میں بھی گر جائے گا لیکن تم اس کا خیال نہ کرنا۔ آخر چلتے چلتے وہ کتا کالے پہاڑ کے پیچھے میدان میں ایک مقام پر بیٹھ جائے گا وہاں تم دونوں بھی رک جانا اور اس بات کا انتظار کرنا کہ اس پرچے کا کیا جواب ملتا ہے۔ کیونکہ اس کتے کے بیٹھتے ہی پرچہ اس کے گلے سے غائب ہو جائے گا اب یہ تمہاری ہمت ہے اور اس ہمت کی لازمی طور سے ضرورت بھی ہے کوئی زلزلہ آئے، کسی قسم کا طوفان آئے، ہواؤں کے جھکڑ اور آندھیاں چلیں تم اپنی جگہ جمے رہنا۔ خوفزدہ ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں شاہ صاحبؒ کے ارشاد کے مطابق سوداگر اور اس کے ملازم نے خارش زدہ کتے کو روٹیاں کھلائیں اور وہ پرچہ اس کے گلے میں باندھ دیا۔

وہ کتا وہاں سے چل پڑا اور الٹے سیدھے راستوں سے گزرتا رہا اور یہ دونوں بھی نہایت ہوشیاری اور ہمت کے ساتھ اس کا پیچھا کرتے رہے۔ بالآخر کالے پہاڑ کے پیچھے والے میدان میں جا کر وہ کتا بیٹھ گیا اور چشم زدن میں شاہ صاحبؒ کا لکھا ہوا وہ پرچہ اس کے گلے سے غائب ہو گیا۔

تھوڑی دیر تک تو سوداگر اور اس کا ملازم سکون سے بیٹھے رہے اور کتا بھی ساکت و جامد رہا۔ لیکن ابھی انہیں بیٹھے ہوئے چند لمحے بھی نہ گزرے تھے کہ آسمان و زمین زلزلے کی طرح لرزتے ہوئے محسوس ہوئے اور خوفناک آوازیں آنے لگیں۔ دونوں پریشان ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگے لیکن انہیں کچھ نظر نہیں آیا۔ ابھی وہ خوفناک آوازوں کی سمت متعین نہ کر پائے تھے کہ آندھی کے ساتھ ایک بگولہ اٹھا جو گردو پیش کو لپیٹ میں لے کر تمام ماحول کو تاریک کر گیا۔ یہ دونوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے لیکن تاریکی ایسی گہری تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ اس کے باوجود انہوں نے کتے کہ تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن بے سود تھوڑی دیر بعد آندھی اور زلزلہ اور طوفان ختم ہو گیا اور چاروں طرف کی فضاء صاف ہو گئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ نہ وہ پہاڑ ہے نہ وہ میدان ہے بلکہ اب انہیں ایک خوبصورت شہر دکھائی دیا۔ جو بہت بڑی آبادی پر مشتمل تھا۔

بڑے بڑے مکانات تھے کشادہ سڑکیں تھیں اور عام طور سے جیسے بڑے شہروں میں محلے ہوتے ہیں بالکل اسی طرح یہ شہر بھی محلوں میں تقسیم تھا۔

کچہریاں بھی تھیں جہاں مقدمے پیش کئے جا رہے تھے اور عدالت ان کے فیصلے سنا رہی تھی ان دونوں کو ایک آدمی تلاش کرتا ہوا آیا اور ان سے کہا:

''تمہارے مقدمے کی پیشی ہے۔ چلو عدالت میں فیصلہ ہو گا''

پہلے تو یہ ڈرے پھر انہیں شاہ صاحب کا قول یاد آ گیا۔ انہوں نے سوچا اب جو کچھ بھی ہو مقدمے میں تو پیش ہونا ہی ہے۔ پھر انہوں نے شاہ صاحبؒ کا لکھا ہوا پرچہ اس آدمی کے ہاتھ میں دیکھ لیا تو انہیں کچھ اطمینان ہوا۔ یہ دونوں اس شخص کے ساتھ ہو لئے۔

عدالت نے پرچہ پڑھ کر حکم جاری کیا کہ اس جن کو پیش کیا جائے جس کے خلاف یہ شکایتی پرچہ شاہ صاحبؒ نے لکھا ہے۔

انسپکٹر نے پرچہ الٹ پلٹ کر دیکھا اور کہا:

''حضور ہمیں اس شخص کو تلاش کرنا پڑے گا اس لئے ہمیں مہلت دی جائے''

عدالت نے کہا: ''شاہ صاحبؒ تو اس مقدمے کا فیصلہ فوراً چاہتے ہیں اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ جس جن سے یہ حرکت سرزد ہوئی ہے اسے ان کے سامنے پیش کیا جائے۔''

پیشکار نے جواب دیا۔

جنات کی سی آئی ڈی :

'' ہمارے یہاں ایسا کوئی قانون نہیں ہے کہ کسی جن کو پکڑ کر انسانوں کے حوالے کر دیا جائے۔ جنات کا معاملہ تو ہم ہی طے کر سکتے ہیں۔ اول تو اس جن کو تلاش کرنے کیلئے ہمیں مہلت ملنی چاہئے اس کے لئے کم سے کم ایک ماہ درکار ہے۔ ظاہر ہے کہ جس جن نے یہ حرکت کی ہے وہ خود کو ضرور چھپائے گا، ظاہر نہیں کرے گا اور جنوں کی سی آئی ڈی کے تعاون کے بغیر اس کا پتہ چلانا ممکن ہی نہیں ہے لہٰذا عدالت سے درخواست ہے کہ سی آئی ڈی افسرِ مجاز سے دریافت کیا جائے کہ اس جن کو تلاش کرنے کے لئے کتنی مہلت درکار ہے۔ یہ ایک ماہ تو میں نے اپنی طرف سے فرض کر لیا ہے۔ ہم شاہ صاحبؒ سے براہ راست گفت وشنید نہیں کر سکتے کیونکہ ہمیں اس کا حق نہیں پہنچتا۔ اس لئے کہ وہ ایسے انسان ہیں جو ہمارے لئے واجب التعظیم اور قابلِ احترام ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ معزز عدالت اس جے کے ذریعے جو خارش زدہ کتے کے روپ میں باغ کی دیوار کے نیچے پڑا رہتا ہے۔ اور جس نے شاہ صاحبؒ کے قاصد کے فرائض انجام دیئے ہیں، مناسب جواب لکھ بھیجے۔

تاکہ شاہ صاحبؒ کسی حد تک مطمئن ہو جائیں کہ ان کا مقدمہ عدالت تک پہنچ چکا ہے اور زیرِ تفتیش ہے۔ ضابطہ کی کاروائی اور جن کی تلاش اور بازیابی میں کچھ عرصہ لگے گا تاکہ وہ بددل نہ ہوں اور ناراضی کا اظہار نہ فرمائیں۔ ہم شاہ صاحبؒ کو ایک ایسی پارٹی مانتے ہیں۔ جنہیں خفا کرنا نہیں چاہتے۔ پرچے میں اتنے حالات ضرور ہونے چاہئیں جس سے شاہ صاحبؒ کم وبیش پوری روئیداد اور ہماری مجبوریوں کو کماحقہ جان جائیں اور انہیں اس بات کی امید ہو جائے کہ اس معاملہ کا جلد یا بدیر کسی نہ کسی طرح فیصلہ ہو جائے گا۔ اور انہیں شدید انتظار نہیں کرنا پڑیگا۔

چنانچہ پیش کار نے عدالت کی طرف سے ایک رقعہ لکھا۔

اس رقعے میں مختصر طریقے پر ہر بات لکھی گئی اور اس کو اسی طرح لپیٹ کر جس طرح شاہ صاحبؒ نے لپیٹا تھا اس جن کو دے دیا گیا جو اس رقعے کو لایا تھا۔ پھر شاہ صاحب : کے اس پرچے کی کئی نقلیں تیار کی گئی۔ جو جنوں کی سی آئی ڈی کو دے دی گئیں۔ اور یہ تاکید کر دی گئی کہ جلد از جلد اس جن کا پتہ چلائیں جس نے یہ حرکت کی ہے۔

جنات کا سول کورٹ :

چند دن کے بعد سوداگر اور اس ملازم کو عدالت میں پیش کیا گیا۔ اور عدالت کے پیش کار نے شاہ صاحبؒ کا لکھا ہوا پرچہ پڑھ کر سنایا اس میں یہ تحریر تھا :۔

'' میرا ہمسایہ سوداگر اور اس کا ایک ساتھی جنہیں آپ کی خدمت میں پیش ہونا ہے۔ ان دونوں سے آپ مفصل روئیداد سن سکتے ہیں۔

جو اس مقدمہ کے سلسلے میں ضروری ہے۔ اول تو یہ ہے کہ انسانوں میں یا جنات میں آپس میں کوئی رشتہ نہیں ہوتا اس کے باوجود سوداگر کی لڑکی کو اغوا کیا گیا ہے۔ وہ لڑکی پہلے تو کبھی کبھی اپنے باپ کے گھر واپس آجاتی تھی اور اس نے کسی قسم کی اذیت کی کوئی شکایت نہیں کی۔ لیکن اب وہ آنا جانا بھی ختم ہو گیا ہے۔ لہٰذا میں اسکے باپ کو آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں تاکہ آپ کو تفصیلات کا علم ہو جائے۔ جتنی تفصیلات میں جانتا ہوں میں نے آپ کو پیش کر دیں ہیں۔ دوسری ایک بات اور زیرِ غور ہے اور میرے نزدیک اس کا سامنے رکھنا ضروری ہے اور وہ یہ کہ جس دن سے لڑکی غائب ہوئی یا غائب ہونے کا سلسلہ شروع ہوا۔ میرا ایک جن شاگرد بھی لاپتہ ہے۔ وہ بھی مدرسے نہیں آیا کہ میں اس سے ہی کچھ معلوم کر سکتا۔ بظاہر ان دونوں کڑیوں کا تعلق ایک دوسرے سے یقینی ہے میری درخواست ہے کہ اُس جن کا پتہ چلائیں جو مدرسے میں پڑھتا تھا اور پڑھتے پڑھتے یکایک غائب ہو گیا۔ ممکن ہے میرا خیال صحیح ہو اور ہو سکتا ہے کہ بالکل صحیح نہ ہو بلکہ تقریباً صحیح ہو یہ غائب ہونے والے جن نے خود کیا ہے یا دوسرے جنات کو اس جرم میں شامل کر کے یہ واردات کی ہو۔''

خط پڑھا جا چکا تو عدالت سوداگر اور اس کے ساتھی سے مخاطب ہوئی اور ان سے سوال کیا : '' یہ بیان تو شاہ صاحبؒ کا تھا جو آپ صاحبان کو پڑھ کر سنایا گیا اب آپ حضرات اپنا اپنا بیان قلمبند کرائیں۔''

اس پر سوداگر نے کہا : '' میری لڑکی پردہ دار ہے۔ بے پردہ کسی کے سامنے نہیں آتی۔ نہ ہی اسے شہر سے باہر جانے کا کبھی اتفاق ہوا۔ بازاروں میں پھرنا

بھی اس کی عادت نہیں ہے اگر ضرورت پڑے تو وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ جاتی ہے اور بھی زیادہ سے زیادہ بازار تک۔ ایک تو اس بناء پر کسی انسان پر اغواء کا شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ دوسری بات یہ ہے ہمارے گھر میں صرف وہ اعزاء آتے ہیں جن سے کوئی پردہ نہیں ہے اور ان کے سامنے لڑکی چھوٹی سے جوان ہوئی ہے وہ سب کے سب لڑکی سے محبت کرتے ہیں اور لڑکی کے غائب ہو جانے سے بہت پریشان ہیں کوئی دن ایسا نہیں جاتا کہ لڑکی کی دو ایک سہیلیاں اور ہمارے چند ایک رشتہ دار اس کو پوچھنے نہ آتے ہوں۔ اور انہیں اس کے متعلق تشویش نہ ہو۔ جب ہم یہ معاملہ شاہ صاحبؒ کے سامنے لے گئے تو انہوں نے بہت دیر تک آنکھیں بند کر کے مراقبہ کیا لیکن اس قسم کا کوئی شبہ ظاہر نہیں کیا کہ لڑکی کو اغوا کرنے والے انسان ہیں۔ ہم لوگ شاہ صاحبؒ کو اپنا رہنما اور بزرگ کامل سمجھتے ہیں اس لئے ہمیں اس بات کا قلی یقین ہے کہ یہ کام بجز اجنہ کسی اور نے نہیں کیا۔''

یہ کہہ کر سوداگر خاموش ہو گیا۔ اور پیشکار نے آئندہ پیشی کی تاریخ دیدی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Credits

Source Books

(۱) کتاب : جنات کے حالات واحکام

تصنیف : علامہ قاضی بدر الدین شبلی حنفی محدثؒ المتوفی 749ھ

(۲) کتاب : شیطان کی سوانح عمری

تصنیف : ابدالِ حق، قلندر بابا اولیاءؒ

امامِ سلسلہ عظیمیہ ۱۹۶۰ (وفات ۲۷ جنوری 1979ء، مزار واقع شادمان ٹاؤن کراچی پاکستان)

(۳) کتاب : احسان وتصوف (بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی سلیبس، ملتان)

تصنیف : خواجہ شمس الدین عظیمیؒ

خانوادہ، سلسلہ عظیمیہ

****

Compiled & Documented by

Irfan Farooqi (irfanfarooqi@gmail.com)